دارالافتاء

# استفتاء

## شریعت میں تارک نماز کا حکم

کیا حکم ہے شریعت محمدیہ کا دریں مسئلہ کہ اس عہد ضلالت میں بے نمازوں کی نہایت کثرت ہے۔ بعض لوگ تو بالکل ہی نماز نہیں پڑھتے۔ پانچوں نمازوں کے بالکلیہ تارک ہیں اور بعض دس بیس دن پڑھ لیتے ہیں، پھر دس بیس دن چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض صرف عید، جنازہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور باقی صلواتِ خمسہ نہیں پڑھتے۔ بعض یہ اقرار کرتے ہیں کہ واقعی نماز فرض ہے اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نمازوں میں کیا دھرا ہے۔ اللہ بڑا نکتہ نواز ہے اور وہ اپنی رحمت سے بخش دے گا۔ بعض کہتے ہیں نماز تو ظاہری لوگوں کے لیے ہے۔ ہم اہل باطن ہیں دل میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ یہ نمازی لوگ مسجد کی فرش پر ہوتے ہیں اور ہم تصور شیخ سے عرش پر پہنچتے ہیں۔ کئی پیر لوگ نمازیں نہیں پڑھتے وہ کہتے ہیں کہ نماز معرفت و یقین حاصل ہونے تک ہے جب کامل یقین اور معرفت حاصل ہوگئی تو نماز ساقط ہوگئی۔ قرآن کریم میں ہے۔ "واعبد ربک حتی یاتیک الیقین" کہ یقین حاصل ہونے تک اللہ کی عبادت کر، جب یقین حاصل ہو جائے تو پھر خدا کا تصور کافی ہے۔ نمازوں کا محض رواج ہے۔

بعض بھنگ نوش کہتے ہیں کہ ؎

نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ      وضو کا توڑ دے کوزہ شرابِ شوق پیتا جا

اب استفسار یہ ہے کہ بے نمازوں کی بابت شرعی حکم کیا ہے۔ کیا وہ کافر خارج از اسلام ہیں یا کلمہ گو مسلمان ہیں؟ ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اور بے نماز کا نمازی عورت سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں، آج کل خاوند نمازی ہے تو عورت بے نماز ہے اور عورت نمازن ہے تو خاوند بے نماز ہے۔ بعض گھروں میں دونوں بے نماز ہیں۔ اکثر علماء بے نماز کو مسلمان گنہگار قرار دیتے ہیں اور جنازہ ان کا پڑھ دیتے ہیں اور بعض بے نماز کو کافر، خارج از اسلام قرار دیتے ہیں نہ ان کا جنازہ کرتے ہیں اور نہ کسی نیک نمازن عورت سے اس کا نکاح پڑھتے ہیں اور نہ نمازی

کو بے نماز کا وارث قرار دیتے ہیں اور نہ بے نمازوں کی اولاد صغیر کا جنازہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کافروں کی اولاد ہے۔ کافروں کی اولاد کا جنازہ جائز نہیں ہے کہ وہ کفار کے تابع ہیں اور مسئلہ کا پورا فیصلہ بروئے قرآن و حدیث بیان کیا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ بے نماز پر حد شرعی ہے یا نہیں؟ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ الجلیل۔

(السائل محمد سلیم سکنہ چک ۴۸۱ ای بی ضلع وہاڑی)

**الجواب بعون الوهاب وهو الموفق للصواب۔**

الحمد للہ رب العالمین اما بعد فاقول و باللہ التوفیق۔ واضح ہو کہ اگرچہ تارکِ صلوٰۃ کے بارہ میں علمائے متقدمین اور متاخرین کا سخت اختلاف ہے۔ لیکن اختلاف سے کوئی مسئلہ بھی خالی نہیں ہے حتٰی کہ ذاتِ الٰہی اور ذاتِ نبوی کے بارہ میں بھی اختلاف پیدا ہو چکا ہے اس لیے ہر اختلافی مسئلہ میں حکم حق اور صواب معلوم کرنا ضروری ہے۔ پس میری تحقیق میں حق اور صواب یہ ہے کہ بے نماز کافر و مشرک خارج از اسلام ہے اور دائمی جہنمی ہے نہ اس کا نکاح کسی موحد مسلمان سے جائز ہے اور نہ اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے اور نہ اسلامی برتاؤ سلام وغیرہ جائز ہے اور نہ بے نماز، نمازی اور نہ نمازی، بے نماز کا وارث ہے۔ اور نہ بے نماز کافر کی اولاد نابالغ کا جنازہ کرنا جائز ہے اور اس پر وہی تمام احکام نافذ ہیں جو کفار کے بارہ میں کتاب وسنت میں وارد ہیں۔

اب ہر ایک حکم کی دلیل کتاب وسنت سے ملاحظہ فرمائیں اور علماء اور ملّا، مولویوں کے اختلاف اور مذہب کو بالکل نظر انداز کر دیں کہ وہ کتاب وسنت کے دلائل کے مقابلہ میں بالکل لاشئ ہیں۔

اول یہ حکم کہ بے نماز کافر ہے اس کے دلائل یہ ہیں۔ حضرت بریدہ صحابیؓ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی کہ آنجناب نے فرمایا۔

العهد الذی بیننا وبینهم الصلوٰة فمن ترکها فقد کفر (رواه احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه وابن حبان والحاکم باسانید صحیحة۔ یعنی اسلام کا وہ عہد جو ہمارے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان طے ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوا جو کافروں میں شمار ہے۔ علامہ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ نے ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل کے ص ۲۹ میں یہ لکھا ہے۔

ایں حدیث دلیل است بر کافر شدن تارک نماز الخ کہ "یہ حدیث بے نماز کے کافر ہونے پر دلیل ہے کہ وہ کافر ہے۔"

دوسری حدیث حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکروا بالصلوٰۃ فی یوم الغیم فانہ من ترک الصلوٰۃ فقد کفر (رواہ ابن حبان فی صحیحہ) کہ "ابر والے دن نماز سویرے اول وقت پڑھو کیونکہ جس نے نماز ترک کر دی وہ کافر ہوا" یعنی ابر والے دن نماز میں سستی ہو جاتی ہے اس کا خیال رکھو کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوا۔

تیسری حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے متعلق احکام بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: "من حافظ علیھا کانت لہ نورا و برھانا و نجاۃ یوم القیامۃ" کہ جس شخص نے ہمیشہ نماز پڑھی اور اس کی حفاظت کی اس کے لیے قیامت کے دن یہ نماز روشنی اور اس کے ایمان کی دلیل اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔ اور جس نے محافظت نہ کی اور نہ ہمیشہ پڑھی کبھی چھوڑ دی اور کبھی پڑھی تو اس کے لیے نہ روشنی ہو گی نہ دلیل ایمان کی اور نہ نجات کا ذریعہ اور معذب ہو گا قیامت کے دن ساتھ قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے۔ رواہ احمد فی مسندہ و فی الزواجر بسند جید والدارمی والبیھقی فی الشعب والطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان فی صحیحہ وقال فی مجمع الزوائد رجال احمد ثقات اس حدیث سے ان لوگوں کا "رد" ہو گیا جو بے نماز کے کفر کو معمولی کفر اور بے نماز کو عملی کافر کہتے ہیں اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ بے نماز کا کفر اعلیٰ درجہ کا کفر ہے جو منتقضا و ایمان اور مخرج عن الملۃ اور بے نماز فرعون اور ہامان وغیرہ کی طرح دائمی جہنمی ہے اگر دائمی جہنمی نہ ہوتا تو ان اکابر کافروں کے ساتھ معذب نہ ہوتا۔

ایک حدیث میں یہ آیا ہے جو ترغیب میں ہے کہ ایک شخص قبیلہ قضاعہ کا آیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں ہمیشہ پڑھوں اور رمضان کے روزے بھی رکھوں اور زکوٰۃ بھی ادا کروں تو میں کن لوگوں میں شمار ہوں گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من مات علی ھذا کان مع الصدیقین والشھداء" کہ جو شخص ہمیشہ ان عملوں پر قائم رہا حتیٰ کہ موت آگئی تو وہ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ شامل ہو گا۔"

پس ان دو حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ نمازی صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ جنت میں جائے گا اور بے نماز قارون اور فرعون اور ہامان وغیرہ اکابر کافروں کے ہمراہ دوزخ میں ہوگا۔

بے نماز مشرک ہے اس کی دلیل قرآن حکیم سے یہ ہے۔ پارہ ۲۱ سورہ روم میں ہے "وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"۔ یعنی نماز کی پابندی کرو اور تم مشرک نہ بنو" تفسیر حسینی میں ہے کہ نماز پڑھو اور نماز ترک کر کے مشرک نہ بنو۔ تفسیر حسینی میں تیسیر سے منقول ہے کہ شیخ محمد بن اسلم طوسی نے کہا کہ میں نے چاہا کہ حدیث "من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر" کی موافقت قرآن کی کسی آیت سے ثابت کروں پس میں نے کئی سال غور کیا تو یہ آیت اس حدیث کے مطابق پائی کہ اس آیت اور حدیث کا مفہوم ایک ہے یعنی نماز قائم نہ کی تو کافر و مشرک ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ آیت کی تفسیر اس حدیث سے خوب ہوتی ہے جو ابن ماجہ میں وارد ہے: "عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بین العبد والشرک الا ترک الصلوٰۃ فاذا ترکھا فقد اشرک" (رواہ ابن ماجہ باسناد صحیح) یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے ملاپ درمیان بندہ اور شرک کے مگر ترک کرنے نماز سے جب نماز ترک کر دی تو وہ مشرک ہوا۔

یہ حدیث آیت مذکورہ کی صریح تفسیر ہے۔ چنانچہ دوسری روایت میں اس سے بھی زیادہ وضاحت ہے جو کہ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ آپ فرماتے تھے: "بین العبد وبین الکفر والایمان الصلوٰۃ فاذا ترکھا فقد اشرک۔ رواہ ھبۃ اللہ الطبری باسناد صحیح وقال اسنادہ علی شرط مسلم" یعنی بندہ اور کفر و ایمان کے درمیان حد فاصل نماز ہے جب بندہ نے نماز ترک کر دی تو وہ مشرک ہوگیا۔

علماء میں نواب حضرت العلامہ صدیق حسن خاں مرحوم بھوپالی ہیں وہ اپنی کتاب الدین الخالص جلد اص ۱۱۹ میں فرماتے ہیں "ان عاقبۃ الشرک الخلود فی النار" یعنی مشرک کا انجام جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے"۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ بے نماز مشرک ہے۔ اس حدیث سے متاخرین کی یہ تاویل بھی باطل ہوئی کہ شرک دون شرک مراد ہے کیونکہ حدیث مذکورہ میں ایمان اور کفر کا ذکر مقابلہ کے طور پر ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بے نماز کے بارہ میں کفر و شرک کا اطلاق

متضاد ایمان ہے کیونکہ قرآن میں اطلاق ایمان کا نماز پر وارد ہوا ہے۔ امام الدنیا فی الحدیث ؒ نے اپنی جامع صحیح بخاری میں یوں باب منعقد کیا ہے۔ باب الصلوٰۃ من الایمان وقول اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم یعنی صلوٰتکم عند البیت یعنی نماز ایمان میں داخل ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان فرمایا ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی اس نے ایمان کو چھوڑ دیا تو وہ حقیقی معنوں میں کافر اور مشرک ہوا۔ امام نووی ؒ نے شرح مسلم ص ۳۶ میں یہ لکھا ہے قال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم اجمعوا علیٰ ان المراد صلاتکم یعنی علمائے سلف وخلف کا اجماع ہے اس بات پر کہ آیت میں ایمان سے مراد صلوٰۃ ہے پس بغیر نماز کے ایمان باطل ہے جیسے مسلم کی حدیث قدسی میں فاتحہ پر صلوٰۃ کا اطلاق آیا ہے کیونکہ فاتحہ نماز کا رکن اعظم ہے۔ اگر فاتحہ عمداً ترک کر دی تو نماز باطل ہے پس اسی طرح جس نے عمداً نماز ترک کر دی اس کا ایمان باطل ہوا اور وہ مشرک و کافر ہوا۔

قرآن کریم سورہ مریم میں ہے۔ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوٰت فسوف یلقون غیا۔ یعنی انبیاء کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور پیروی کی انھوں نے اپنی خواہشوں کی پس داخل ہوں گے وہ جہنم میں۔ اس آیت سے بھی بے نمازوں کا مشرک ہونا اور دوزخی ہونا ظاہر ہوا کہ دنیا دار لوگ اپنی نفسانی خواہشوں کے تابعدار ہو کر نمازوں کے تارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام متعلقہ نماز کو ترک کر دینا اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنا یہ شرک ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر یہ ارشاد ہے۔ "ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ" یعنی اے ہمارے نبی! کیا دیکھا آپ نے اس شخص کو جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو اپنی نفسانی خواہش کے مقابلہ میں ٹھکرا دینا شرک ہے کیونکہ پانچ نمازیں قائم کرنا اور ان کو ہمیشہ پڑھنا رکنِ اسلام ہے۔ تارکِ نماز نے اس رکنِ اسلام کی پروا نہ سمجھی اور اپنے نفس کے تابع ہوا یہ شرک ہے۔ حدیث میں آیا ہے "لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ" یعنی کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے نفس کی خواہش کو اس شریعت کے تابع نہ کر دے جو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے لے کر آیا ہوں۔ اس آیت مذکورہ سے آگے یہ آیت ہے الا من تاب وآمن وعمل صالحا فاولٰئک یدخلون الجنۃ مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور

ایمان لائے اور نیک عمل کیے (نمازیں پڑھیں) پس یہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نفسانی خواہشوں کے تابع ہو کر جنھوں نے نمازیں ضائع کیں وہ اسلام اور ایمان سے خارج ہوئے مگر جب توبہ کرکے از سرِ نو ایمان لائے اور نماز وغیرہ اعمال صالح کے پابند ہو گئے تو وہ بہشت میں جائیں گے۔ اگر نمازوں کو ضائع کرنے والے مسلمان اور مومن ہوتے تو ان کو از سرِ نو ایمان لانے کی حاجت نہ ہوتی صرف گناہوں سے توبہ کافی ہوتی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض موت کے آخری وقت صحابہ کرام کے مجمع میں یہ ارشاد فرمایا لااسلام لمن ترک الصلوٰۃ "کہ جس شخص نے نماز ترک کر دی وہ مسلمان نہیں ہے" (کافر ہے) امام ابن القیمؒ نے اپنی کتاب الصلوٰۃ میں امام ابن حزم سے یہ نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، معاذ بن جبل، ابوہریرہؓ وغیرہم نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ "من ترک الصلوٰۃ فرضا واحدا متعمدا حتی یخرج وقتھا فھو کافر مرتد" یعنی جو شخص ایک نماز فرض عمداً چھوڑ دے کہ اس کا وقت چلا جائے وہ کافر مرتد ہے۔ اس روایت سے یہی ظاہر ہوا کہ بے نماز کافر و مشرک اور اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ امام ابن القیمؒ نے کتاب الصلوٰۃ ص۲۱ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ "اوصانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لاتشرکوا باللہ شیئا ولا تترکوا الصلوٰۃ عمدا فمن ترکھا عمدا متعمدا فقد خرج من الملۃ" (رواہ ابن ابی حاتم فی سننہ) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ وصیت کی کہ تم شرک نہ کرنا اور جان بوجھ کر نماز کو ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے نماز کو جان بوجھ کر قصداً ترک کیا وہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوا۔ پس اس حدیث سے ان لوگوں کی تاویل باطل ہوئی جو یہ کہتے ہیں کہ کفر سے دون کفر مراد ہے۔ یا کفرانِ نعمت مراد ہے یا کفر عملی مراد ہے۔

اس حدیث کے صاف صریح الفاظ سے یہ ثابت ہوا کہ بے نماز کے بارہ میں جو احادیث وارد ہیں جن سے کافر ہونا ثابت ہے اس سے وہ کفر مراد ہے جو اسلام سے خارج کرتا ہے اسی وجہ سے بے نماز اکابر کفار فرعون وغیرہ کے ساتھ شامل ہوگا جو اسلام سے خارج تھے۔ اسی وجہ سے بے نمازوں کے تمام اعمالِ صالح برباد ہیں کہ یہ شرک و کفر حقیقی ہے مجازی نہیں ورنہ تمام اعمالِ صالحہ برباد نہ ہوتے۔

قرآن ناطق ہے۔ "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ" یعنی "جس شخص نے ایمان کے ساتھ کفر کیا اس کے تمام اعمال صالحہ برباد ہیں"۔ ترغیب ص۲ میں نماز کے بارہ میں یہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من ترک صلوٰۃ متعمدا احبط اللہ عملہ" یعنی "جس شخص نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی اس کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے برباد کر دیا"۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو صحاح ستہ بخاری، نسائی کتابوں میں موجود ہے کہ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "من ترک صلوٰۃ العصر فقد حبط عملہ" کہ جس شخص نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کے عمل باطل ہو گئے"۔

طبرانی و بیہقی میں یہ حدیث ہے۔ "من ترک الصلوٰۃ فکانما وتر اھلہ ومالہ" یعنی "جس شخص نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا اہل و عیال مال دولت سب لٹ گیا"۔

پس ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ بے نماز کافر ولیا ہے جیسا کہ آیت میں کفر وارد جو موجب حبط اعمال ہے کہ یہ کفر ارتداد ہے اس لیے اس کی سزا ایسی دی ہے جو مرتد کی ہے۔

مرقاۃ میں ملا علی قاری نے لکھا ہے "قال حماد بن زید ومکحول والشافعی تارک الصلوٰۃ یقتل کالمرتد" یعنی "حماد، مکحول اور امام شافعی نے فرمایا کہ بے نماز کو مرتد کی طرح قتل کیا جائے"

غنیہ میں تاج الاولیاء نے فرمایا "قتل بالسیف لکفرہ" کہ "بے نماز کو تلوار سے قتل کیا جائے کیونکہ وہ کافر ہے" اور یہ لکھا ہے کہ اس کا مال لوٹ کر بیت المال میں رکھا جائے اور اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اور صحابہ کا بے نماز کے کفر پر اجماع ہے۔

امام ترمذی نے اپنی جامع میں اور امام حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے "کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئًا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ" کہ "تمام صحابہ کرام بے نماز کے کفر پر متفق تھے"۔

ترغیب ص۲ میں ہے کہ ایوب تابعی نے کہا کہ "بے نماز کے کفر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے یعنی صحابہ کرام میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے"۔

امام ابن القیم نے کتاب الصلوٰۃ کے ص۱۲ میں لکھا ہے۔ "وقد دل علی کفر تارک الصلوٰۃ الکتاب والسنۃ واجماع الصحابۃ" یعنی بے نماز کے کافر ہونے پر قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ دلالت کرتے ہیں"۔ پھر امام ابن القیم نے قرآن سے آیات اور احادیث نبویہ اور

اقوالِ صحابہ نقل کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے کہ بے نماز کافر ہے۔

دیگر یہ کہ بے نماز کے بے دین اور کافر ہونے پر حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا دین لمن لا صلوٰۃ لہ انما موضع الصلوٰۃ من الدین کوضع الراس من الجسد" (رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر) یعنی بے نماز کا کوئی دین اسلام نہیں ہے اور نماز کا تعلق دین سے بمنزلہ سر کے ہے جسم سے۔ یعنی جس طرح کسی شخص کا سر اتار دیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا ایسے ہی نماز ترک کرنے سے اس شخص بے نماز کا دین اسلام ختم ہو جاتا ہے۔

اسی حدیث کی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ نے مرض الموت میں آخری وقت یہ ارشاد فرمایا "لاحظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ" کہ بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور دوسری روایت حضرت عمرؓ سے یوں آئی ہے "الصلوٰۃ عماد الدین فمن ترکہا فقد ھدم الدین" (رواہ البیہقی) یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز ترک کر دی اس نے اپنے دین کو ہدم کر دیا۔

انہی روایات کی رو سے حضرت فاروقؓ کا یہ مذہب تھا کہ بے نماز کافر مرتد ہے۔ جو اسلام سے خارج ہے کما تقدم۔

حضرت علی اور جابر رضی اللہ عنہما نے صاف لفظوں میں یہ فرمایا ہے "من لم یصل فھو کافر" کہ بے نماز کافر ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہ فرمایا "من ترک الصلوٰۃ فقد کفر" یعنی جس شخص نے نماز چھوڑ دی بے شک وہ کافر ہے۔ یہی مسلک ابن مسعودؓ کا ہے وہ فرماتے ہیں "من ترک الصلوٰۃ فلا دین لہ" کہ جس نے نماز ترک کر دی اس کا دین اسلام نہیں ہے۔ اور حضرت ابوالدرداء صحابیؓ نے فرمایا "لا ایمان لمن لا صلوٰۃ لہ ولا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہ" یعنی بے نماز مومن نہیں ہے اور وضو کے بغیر نماز صحیح نہیں ہے۔

امام ابن القیمؒ نے اپنی کتاب الصلوٰۃ کے صفحہ ۲۵ میں یہ لکھا ہے "فلا یسمی تارک الصلوٰۃ مسلما ولا مؤمنا" یعنی بے نماز کو مومن اور مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ اور صفحہ ۱۰ میں یہ نقل کیا ہے کہ امام یحییٰ ابن معین نے حضرت عبداللہ بن مبارک رئیس التابعین سے پوچھا کہ لوگ (اہل الرائے) یہ کہتے ہیں کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور ویسے ان حکموں کے صحیح ہونے کا اقرار کرتا ہے وہ مومن کامل ایمان والا ہے تو حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے

فرمایا کہ ہمارا یہ مذہب نہیں ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے نماز جان بوجھ کر ترک کر دے اور اس کا وقت چلا جائے "فھو کافر" وہ کافر ہے۔"

حضرت ابن مبارک اہل حدیث تھے ان کا مسلک، اہل رائے کوفیہ کے خلاف تھا۔ امام اسحاق بن راہویہ کی شہادت یہ ہے کہ تمام اہل علم کا عہد نبوی سے لے کر ہمارے زمانہ تک یہ مذہب چلا آرہا ہے کہ جو شخص عمداً نماز کا تارک ہے وہ کافر ہے۔ مجھے حیرانگی اور تعجب ہے اس زمانہ کے اہل حدیث علماء پر کہ وہ اہل رائے کوفیوں کا مذہب اختیار کیے ہوئے ہیں کہ بے نماز مومن اور مسلمان ہے لیکن گنہگار ہے کافر خارج از اسلام نہیں کہتے اور بے نمازوں کا نکاح، جنازہ کر دیتے ہیں۔ البتہ علماء خاندان روپڑ اور علماء جماعت غرباء اہل حدیث بے نماز کو کافر جانتے اور کہتے ہیں۔ نہ ان کا نکاح کرتے ہیں اور نہ جنازہ پڑھتے ہیں۔ جب بے نماز کے بارہ میں بحث ہو تو اہل کوفہ کے مقلدین کی طرح بے نمازوں کے وکیل بن کر مقابلہ میں آجاتے ہیں۔ ملک میں بے نمازوں کی اکثریت مقلدین اہل رائے اور نام نہاد اہل حدیث وکلاء کے باعث پیدا ہوئی ہے۔ جب بے نمازوں کی تردید تحریراً یا تقریراً کی جاوے تو یہ بے نمازوں کے وکلاء ان کی حمایت کریں گے۔ ان کو مسلمان اور مومن ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور جنتی بنائیں گے اور ایسے دلائل عامہ پیش کریں گے جن کی رو سے مرزائی وغیرہ بھی مومن اور جنتی ثابت ہو جائیں گے جو بالاتفاق کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

جب کوئی عالم بے نماز کا جنازہ نہ پڑھے تو یہ بے نمازوں کے وکیل ان کا جنازہ پڑھ دیں گے۔ اسی وجہ سے کوئی دائمی بے نماز بھی بغیر جنازہ کے دفن نہیں ہوا حالانکہ بے نمازوں کے کافر اور مشرک ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے کیونکہ بے نماز کا کفر اکفر بواح ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب الامارت ص۳۹۹ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں امیر کی اطاعت اور بیعت کا حکم ہے کہ امارت کے مستحق سے امارت نہ چھینیں گے اور اس شرط پر بیعت کی مگر یہ کہ (الا ان تروا کفرا بواحا) ان میں کفر صریح دیکھیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی دلیل موجود ہو۔ اس کے ساتھ ہی دوسری حدیث بروایت عوف بن مالک اشجعی وارد ہے اس میں اسی حکم کے سلسلہ میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

قلنا یا رسول اللہ افلا ننابذھم عند ذلک قال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت ان سے بیعت نہ توڑ دیں؟

فرمایا نہ جب تک وہ تم میں نماز قائم رکھیں۔ نہ جب تک وہ تم میں نماز قائم رکھیں۔ پہلی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ امیر نیک ہو یا بُرا ہر حال میں اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کی بیعت نہ توڑو مگر یہ کہ قطعی دلیل سے اس کا صریح کفر ثابت ہو تو پھر اس کی بیعت توڑ و اس کا مقابلہ کرو اور دوسری حدیث میں یہ فرمایا ایسے امیر کی تابعداری بہر حال ضروری ہے مگر یہ کہ نماز قائم نہ کریں تو ان سے علیحدہ ہو جاؤ اور ان سے جنگ کرو۔ دونوں حدیثوں میں استثناء سے حصر ثابت ہے تو ترکِ نماز کفرِ صریح ثابت ہوا۔ اور ترکِ نماز کفر بواح ہے ورنہ دونوں حدیثوں میں تعارض اور تضاد پیدا ہوگا جو سراسر باطل ہے جب کہ ترکِ نماز پر کفر دیگر حدیثوں میں وارد ہو چکا ہے تو یہاں بھی ترکِ نماز کو کفر بواح قرار دینا ضروری ہے تاکہ دونوں حدیثوں میں مطابقت قائم رہے مشکوٰۃ کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے۔

"وفیہ ان ترک الصلوٰۃ موجب لمنابذتھم ونوع البدا من طاعتھم لان الصلوٰۃ عماد الدین والفارق بین الکفر والایمان بخلاف سائر المعاصی" (حاشیہ ع۲ ص۳۱۹) یعنی اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ نماز ترک کرنا بیعت توڑنے اور اطاعت چھوڑ کر امیر کا مقابلہ کرنے کا موجب ہے کیونکہ نماز اسلام کا ستون ہے جو کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی ہے یعنی نماز پڑھتا ہے تو مومن ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو کافر ہے دیگر گناہوں کا یہ درجہ نہیں ہے۔ اور بے نماز کے کفرِ حقیقی ہونے پر یہ بھی ایک دلیل ہے کہ انسان کے تمام اعمال صالحہ کا قبول ہونا نماز پر موقوف ہے جیسے کلمۂ توحید پر موقوف ہے۔

علامہ ابن القیم کتاب الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ "فقبول سائر الاعمال موقوف علی قبول الصلوٰۃ فاذا ردت ردت علیہ سائر اعمالہ" یعنی سب اعمال صالحہ کی قبولیت، نماز کی قبولیت پر موقوف ہے اگر نماز رد کی گئی تو تمام اعمال رد کیے جائیں گے چنانچہ اس کی دلیل میں یہ حدیث پیش کی گئی ہے جو حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اول حساب نماز کا لیا جائے گا۔ "فان صلحت صلح سائر عملہ وان فسدت فسد سائر عملہ" (رواہ الطبرانی فی الاوسط قال السیوطی صحیح) یعنی اگر نماز درست ہوئی تو باقی اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر نماز خراب نکلی تو تمام اعمال فاسد قرار دیے جائیں گے" اور دوسری روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فمن اداھا بحقھا قبلت منہ وقبل منہ سائر عملہ ومن ردت علیہ صلوٰتہ رد علیہ سائر عملہ" (رواہ البزار باسناد حسن) یعنی "جس شخص نے نماز کو کما حقہٗ ادا کیا اور وہ قبول کی گئی تو اس

کہ باقی اعمال بھی قبول کیے جائیں گے اور اگر نماز رد کی گئی تو تمام اعمال رد کیے جائیں گے۔"
(ترغیب)

علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔" اما ترکھا بالکلیۃ فانہ لا یقبل معہ عملہ کما لا یقبل مع الشرک عمل" یعنی جو شخص نماز کا کلی طور پر تارک ہے تو اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں جیسے مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں ہے کیونکہ دونوں خارج از ملتِ اسلام ہیں۔

ترغیب جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور رکوع و سجود پورے طور پر ادا نہ کرتا تھا ٹھنگورے مارتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو یہ فرمایا۔

"لومات علی حالہ ھذا مات علی غیر ملۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر یہ شخص اسی طرح نماز پڑھتا ہوا مرگیا تو ملتِ محمدؐ پر نہ مرے گا۔ بے دین ہو کر مرے گا۔"

اس حدیث کے حاشیہ پر ایک عالم باللہ نے یہ لکھا ہے" لانہ لا یتم ارکان صلوٰتہ فبطلت فانھدم رکن من اسلامہ فخرج منہ" یعنی چونکہ وہ ارکانِ نماز کو پورے طور پر ادا نہ کرتا تھا تو اس کی نماز باطل ہو گئی۔ فرض ادا نہ ہوا تو اس سے اسلام کا رکن گر گیا پس وہ اسلام سے خارج ہوا۔"

دوسری روایت صفحہ ۲۳۲ میں ہے کہ بلالؓ نے ایک شخص کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا تو یہ فرمایا کہ" لومات ھذا لمات علی غیر ملۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی اگر یہ شخص اسی حال میں نماز پڑھتا ہوا مرگیا تو ملت محمدیؐ پر نہ مرے گا۔ اس سے خارج ہو کر مرے گا۔ ایک صحیح حدیث میں ایک صحابی کی نماز کا قصہ ہے کہ اس نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور رکوع سجود پورا نہ کیا جب جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:" ارجع فصل فانک لم تصل" یعنی اے شخص واپس لوٹ کر نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔" اس طرح تین دفعہ اس سے نماز پڑھائی اس حدیث سے بھی ظاہر ہوا کہ جلد باز کی نماز نہیں ہوتی اور وہ بے نماز خارج از ملتِ اسلامیہ ہے۔

خلاصہ تمام دلائل کا یہ ہوا کہ بے نماز کافر، مشرک خارج از ملتِ اسلامیہ ہے اور اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں اور وہ فرعون، قارون وغیرہ کفار کے ساتھ دوزخ میں جائے گا اور وہ دائمی جہنمی ہے۔

قرآن میں ہے کہ اہلِ جنت اہلِ جہنم سے دریافت کریں گے کہ تم جہنم میں کیوں گئے تو وہ

یہ جواب دیں گے کہ "لم نك من المصلين" "ہم بے نماز تھے۔"

نواب العلماء نے ہدایۃ السائل کے ص۲۴۳ میں تارک نماز کے بارہ میں مالہ وما علیہ مکمل بحث کی ہے اور آخر میں یہ فیصلہ دیا ہے۔" نقول من سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافرا سمیناہ کافرا ولا نزید علی هذا المقدار ولا نتأول شیئاً" کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کہا ہے ہم بھی کافر کہیں گے اس مقدار سے زائد کچھ نہیں کہتے اور ہم ان حدیثوں کی تاویل نہیں کرتے جن میں بے نماز کی تکفیر کی گئی ہے۔" اور یہ نقل کیا ہے۔"کان اصحٰب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ" اور فرماتے ہیں: "ظاہر ازیں صیغہ آں است کہ ایں مقالہ مجتمع علیہ صحابہ است۔" یعنی "صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے نماز کافر ہے۔"

منکرین کفر بے نماز کو اپنا بھائی بنانے کے جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ عام اور مجمل ہیں جو دلائل خاصہ کے مقابلہ میں قابلِ استدلال نہیں ہیں کہ اصول کے خلاف ہے اور یہ طرزِ استدلال مرزائیوں کا ہے کہ وہ حیات و رفعِ مسیح کے دلائل کو نظر انداز کر کے عام دلائل موتِ مسیح پر پیش کرتے ہیں۔

مجدد ملتِ بریلویہ احمد رضا خاں بریلوی کو وہ اصول مسلّم ہے۔ چنانچہ احکامِ شریعت حصہ اول کے ص۱۹۱ پر لکھا ہے:

"بعض جہال بدمست یا نیم مُلا شہوت پرست، یا جھوٹے صوفی بادہ بدست، کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں انھیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف اور متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔"

اسی طرح مولانا میر سیالکوٹی مرحوم نے اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" حصہ دوم ص۱۱۲ میں قاعدہ ۹ میں لکھا ہے کہ "کوئی امر کسی خاص دلیل سے ثابت ہو تو اس کے خلاف، عام دلیل سے تمسک کرنا جائز نہیں۔"

## علمائے کرام کی تائیدات

میرے اس مسلک کی تائید کہ بے نماز کافر خارج از اسلام ہے۔ دیگر علمائے کرام سے بھی پائی جاتی ہے۔ بندہ اس مسلک میں متفرد نہیں ہے۔ اگرچہ صحابہ کرام کے ہوتے ہوئے کسی کی تائید کی ضرورت نہیں ہے خصوصاً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی وغیرہ کرم اللہ وجہہم

کے فرمان کے ہوتے ہوئے کسی کی حاجت نہیں ؎

گدایاں را ازیں معنیٰ خبر نیست کہ سلطان جہاں با ماست امروز

تاہم عوام کی تسلی اور اطمینان کے لیے چند محققین علمائے عظام کی تائیدات پیش کرتا ہوں۔

تاج الاولیاء شیخ جیلانی کا فتویٰ۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ بے نماز خواہ نماز کی فرضیت کا قائل ہو اور سستی اور غفلت سے نماز چھوڑ دے۔ کفر و قتل بالسیف لکفرہ" "وہ کافر ہوا اس کو تلوار سے قتل کیا جاوے کیونکہ اس نے کفر کیا ہے"۔ یکون مالہ فیئا یوضع فی بیت المسلمین" اور "اس کا مال لوٹ کر مسلمانوں کے بیت المال میں رکھا جائے"۔ "لا یصلی علیہ ولا یدفن فی مقابر المسلمین" کہ "نہ بے نماز کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے"۔

میزان شعرانی میں بعض علماء حنابلہ کا یہ فتویٰ منقول ہے "وتجری علیہ احکام المرتدین فلا یصلی علیہ" یعنی "بے نماز پر مرتدوں کے احکام جاری کیے جائیں اور نماز جنازہ اس پر نہ پڑھی جائے"۔

کشف الغمام صہ ۶۲ میں علامہ سید ابوبکر بن حسن بن اسد اللہ لکھتے ہیں کہ "بے نماز کا حشر کفار کے ساتھ ہوگا ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے"۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے ترجمان القرآن میں اور امام ابن القیم نے کتاب الصلوٰۃ میں تصریح کی ہے "بے نماز کافر ہے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے"۔

جامع البیان کے حاشیہ پر عقیدہ سابونیہ مطبوع ہے جس میں مسلک اہل حدیث اور ان کے عقائد مندرج ہیں صہ ۲۹۵ میں یہ لکھا ہے "واختلف اہل الحدیث فی تارک المسلم صلوٰۃ الفرض متعمدا فکفرہ بذلک احمد بن حنبل وجماعۃ من علماء السلف واخرجوا من الاسلام للخبر الصحیح بین العبد والشرک ترک الصلوٰۃ فمن ترک الصلوٰۃ فقد کفر" یعنی "اہلحدیث کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مسلمان شخص عمداً نماز ترک کردے تو اس کا کیا حکم ہے؟ امام احمد اور علمائے سلف کی ایک جماعت تو یہ کہتی ہے کہ وہ کافر ہوا اور اسلام سے خارج ہوا کیونکہ صحیح حدیث میں یہ وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اور شرک میں حد فاصل نماز ہے۔ اگر کسی شخص نے نماز چھوڑ دی تو وہ کافر ہوا"۔ امام شافعی اور ایک جماعت سلف کی بے نماز کو کافر نہیں

سمجھتے۔ اور اس حوالہ سے یہ ظاہر ہوا کہ امام احمد اور علمائے سلف کی ایک جماعت بے نماز کو کافر خارج از اسلام کہتے ہیں۔ از روئے دلائل یہی حق اور صواب ہے۔ باقی خطا ہے۔

علامہ محقق مولانا محمد عبد الرزاق حمزہ امام ثانی حرم مکہ شریف نے اپنی کتاب الصلوٰۃ ملحقہ کتاب الصلوٰۃ امام احمد و علامہ ابن القیم میں تارک الصلوٰۃ کو احادیث نبویہ و اقوال صحابہ نقل کر کے کافر مرتد ثابت کیا ہے۔ یہی ان کا مسلک ہے۔ اس کتاب کے صہ۹ پر حاشیہ مولانا ابراہیم نے لکھا ہے۔ اس میں وہ یہ فرماتے ہیں۔

"قد تضافرت النصوص الصحيحة الصريحة في كفر تارك الصلوٰة و خروجها من الملة" یعنی تارکِ صلوٰۃ کے کافر ہونے اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہونے پر احادیث صحیحہ صریح وارد ہیں جو ایک دوسری کی تائید تقویت کرتی ہیں۔ پھر بعض حدیثوں کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔ کما ان الشهادتين شرط في صحة الاسلام وهما من اركان الاسلام ولا يقبل عمل الا باتيان بها فكذلك الصلوٰة لانها الركن الاكبر الفعلي ولا تيان بها شرط في قبول الاعمال الاخرى۔ یعنی "جس طرح کلمۂ شہادت اسلام کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے اور وہ رکن اسلام ہے اور اس کے بغیر کوئی عمل صالح قبول نہیں ہے۔ اسی طرح نماز بھی رکنِ اکبر فعلی ہے جس کا بجالانا اعمالِ صالحہ کے قبول ہونے کی شرط ہے اس لیے اس کے ترک پر کفر کا اطلاق آیا ہے اور یہ کفر دیگر بعض اعمالِ صالحہ پر اطلاق کفر کی طرح نہیں ہے، کیونکہ اس کا ترک رکنِ اسلام کا ترک ہے۔

"مجموعۃ الرسائل والمسائل نجدیہ کے صہ۶۲ میں تارک الصلوٰۃ کو کافر قرار دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے۔ "وقال ابن رجب رحمه الله تعالى ظاهر كلام احمد وغيره من الائمة الذين يرون كفر تارك الصلوٰة ان من تركها يكفر بخروج الوقت عليه (الى قوله) ثم استدل لذلك بالاحاديث التي فيها ذكر كفر تارك الصلوٰة" اھ یعنی امام ابنِ رجب نے کہا کہ ظاہر کلام امام احمدؒ اور ان ائمہ کا جو تارک الصلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں یہ ہے کہ جب نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوا جبکہ اس نماز کا وقت چلا گیا۔ "پھر ان حدیثوں سے استدلال کیا ہے جو بے نمازوں کے کافر ہونے پر دلیل ہیں"۔

ہمارے پنجاب کے علماء مشاہیر میں سے حضرت العلامہ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی

مفتی پاک و ہند مشہور محدث رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں "نماز کا تارک کافر ہے"۔ حدیث میں ہے "من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر"۔ (ترغیب ترہیب صفحہ ۹۵) یعنی جو دیدہ دانستہ نماز ترک کرے وہ علانیہ کافر ہے جس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے اور جب کافر ہوا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ (عبداللہ امرتسری از روپڑ۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ۔ منقول از فتاویٰ اہل حدیث جلد ۲ صفحہ ۴۳)

اور صفحہ ۲۶ پر بے نماز کے نماز جنازہ کے بارہ میں یہ لکھا ہے۔ "بے نماز کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیے۔ جس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ بے نماز کافر ہے اور کافر کی نماز جنازہ نہیں ہوتی۔ دوم بے نمازوں کو تنبیہ ہو جائے گی جیسے خودکشی کرنے والے پر اور مقروض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ حالانکہ خودکشی اور قرض سے ترک نماز بڑا گناہ ہے پس اس کی وجہ سے بطریق اولیٰ نماز جنازہ ترک ہونی چاہیے"۔

رہا بے نماز کی اولاد کا مسئلہ تو اس کے متعلق ظاہر الحکم حدیث "هم من آبائهم" وہ اپنے باپوں میں سے ہیں" اصل تو یہی ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھے کیونکہ کافروں کی اولاد ظاہری احکام میں ماں باپ ہی کے تابع ہیں۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔

جناب مناظر اسلام حضرت العلام مولانا ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسریؒ بے نماز کے بارہ میں یہ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ سائل نے سوال کیا کہ ہم نے گزشتہ جمعہ میں مولوی عبدالتواب صاحب غزنویؒ سے ایک حدیث سنی کہ حافظ قرآن جنت میں بغیر حساب جائیں گے۔ اب وہ حفاظ جو تارک الصلوٰۃ ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں یہ ارشاد ہے کہ تارک الصلوٰۃ کے لیے وہی حکم ہے "فقد کفر" یہ حکم تو کسی طرح ٹل نہیں سکتا (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۳۵) "فقد کفر" جملہ حدیث نبوی کا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بے نماز کافر ہے۔ پس جب تک وہ توبہ کر کے نمازی نہ ہو کافر رہے گا۔

اور صفحہ ۳۳ میں ایک سائل کا یہ سوال درج ہے۔

س۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمانوں کو غیر رمضان میں ایک رکعت نماز پڑھنے کا ثواب رمضان المبارک میں ستر رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے تو زید تارک صلوٰۃ ہے اور دونوں میں کبھی بھول کر بھی ایک وقت کی نماز نہیں پڑھتا البتہ ماہ صیام میں ایک ماہ نماز پنج گانہ باجماعت مع تراویح کے پڑھتا ہے۔ جواب طلب ہے کہ زید بھی مذکورہ بالا حدیث کی روایت کے مطابق ستر گنا ثواب کا حق دار ہو گا یا نہیں؟

اس کا جواب مولانا مرحوم نے یہ ارشاد فرمایا۔ "تارکِ نماز جب تک توبہ کر کے پابندِ نماز نہ ہو جائے رمضان شریف کے ثواب موعودہ کا حق دار نہیں"۔

اور ص۵۶ میں ایک شخص کا سوال درج ہے کہ "بے نماز کا نمازِ جنازہ پڑھا جائے یا نہ؟" اس کا جواب مولانا فاضل امرتسریؒ نے یہ دیا ہے۔ "بے نمازی کے جنازہ کا سوال اس کے کفر کی فرع ہے۔ جن علماء کے نزدیک بے نماز کافر ہے اس کی نمازِ جنازہ جائز نہیں سمجھتے۔ حضرت پیر صاحب بغدادیؒ اور حافظ ابن قیمؒ بھی اسی گروہ میں ہیں۔ جو اس کو کافر نہیں فاسق سمجھتے ہیں وہ نمازِ جنازہ جائز کہتے ہیں۔ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ پہلے مذہب کی دلیل قوی ہے اس میں تنبیہ بھی ہے۔"

جناب حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ہدایۃ المبتدی کے ص۱۲ میں ارشاد فرماتے ہیں "جاننا چاہیے کہ مخبرِ صادق ﷺ نے یہ فرمایا کہ جس آدمی نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔ نیز صحابہ کرام بے نماز کو کافر جانتے تھے۔ قتل کرنے کا حکم شرعاً بے نمازی کے لیے ثابت ہے۔ اس کا مال لوٹ لینا، خون بہانا ان سبھی کی شریعت اجازت دیتی ہے۔ بے نمازی کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ بے نماز اس لائق نہیں کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے یا اس کو مسلمانوں کے گورستان میں دفن کیا جائے۔ بلکہ بے نماز کا حشر فرعون، ہامان قارون، ابی بن خلف کفار کے ساتھ ہوگا۔ مگر یہ کہ فی الفور سنتے ہی توبہ کر لے، نماز پر مستعد ہو جائے۔"

نیز یاد رہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز پڑھتا ہے اور کسی وقت کی چھٹ کر جاتا ہے یا جمعہ پڑھتا ہے یا رمضان ہی میں پڑھتا ہے تو وہ بھی بے نماز ہی ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز مشرک ہے۔ طبرانی میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز کا کچھ دین نہیں ہے۔

نیز طبرانی وغیرہ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز ملتِ دینِ اسلام سے خارج ہے اور قرآنِ فرقان میں رب العالمین فرماتا ہے کہ "بے نماز دوزخی ہے"۔

اسی طرح دیگر بہت سے علمائے کرام کی تائیدات ہیں۔ بندہ انہی پر ہی کفایت کرتا ہے۔ والسلام

(عبدالقادر عارف حصاری)